سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

الحکم

قادیان

دور جدید

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دو امینی شغابینی غرض دار الاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ: شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول: شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

سالانہ چندہ
حکومت اور والیان ریاست سے [illegible]
امراء اور رؤسا سے [illegible]
معاونین سے [illegible]
عوام سے [illegible]
ممالک غیر سے [illegible]

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۳۹ — ۲۷ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء یوم چہار شنبہ — نمبر ۲۲

کچھ اپنی نسبت

میری بیماری اور الحکم

ایک سال سے زائد عرصہ ہوا۔ کہ میری بیماری کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلے مجھے ملیریا بخار شروع ہوا ایک لمبے عرصہ تک بخار جاری رہا۔ مگر میں اس بیماری میں بھی الحکم کا کام اور سلسلہ کے بعض وہ کام جو مجھ سے ہوئے تھے۔ کرتا رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مجھے پیشاب کثرت سے آنے لگا۔ ابتداء میں میں نے خیال کیا۔ کہ معمولی طور پر عارضہ لگ گیا ہے۔ دور ہو جائے گا۔ مگر مرض میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یونانی اطباء نے علاج شروع کیا۔ اور ہمدردی اور محبت سے علاج کیا گیا۔ لیکن مرض میں فرق نہ ہوا۔ تب جب زیادہ تفحص سے کام لیا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ میں مرض ذیابیطس میں مبتلا ہوں۔ اور شکر آ رہی ہے۔ اس علم کے باوجود بھی میں نے اپنے کام کو جاری رکھا۔ بیماری کی حالت میں کام کو جاری رکھنا خطرناک امر تھا۔ اس نے میرے جسم پر اور بُرا اثر ڈالا مجھے ہر وقت کوفت اور تھکان رہنے لگی جسم دبلا ہونے لگا۔ اور ایسا محسوس ہونے لگا۔ گویا کہ میرے تمام جسم کی ہڈیاں شکستہ ہیں۔ اس حالت نے مجھے مجبور کیا۔ کہ میں کام چھوڑ دوں۔ مگر قادیان میں رہتے ہوئے کام چھوڑ دینا میرے لئے ناممکن تھا۔ نیز ڈاکٹری اور طبی مشورہ بھی باہر جانے کا تھا۔ میرا خیال ہوا۔ کہ میں کشمیر وغیرہ کسی مقام پر چلا جاؤں۔ جب میں نے اپنے اس خیال کا تذکرہ خط لکھ کر حضرت والد صاحب قبلہ سے کیا۔ تو انہوں نے پسند کیا۔ کہ میں ان کے پاس دکن میں حاضر ہو جاؤں۔ الحکم کا اہتمام میں نے عزیز مکرم شیخ محمد ابراہیم صاحب عرفانی کے سپرد کیا۔ انہوں نے اپنی ہمت اور کوشش کے مطابق کام کیا۔ مگر جب مالی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی انہوں نے سعی کی۔ تو وہ باوجود کوشش کے مقابلہ نہ کر سکے۔ انہوں نے جن احباب کے ذمہ بقائے تھے۔ ان کو توجہ بھی دلائی گئی۔ مگر بہت کم توجہ ہوئی۔ اپنی پوری کوشش کرنے کے بعد مجبور ہو کر بیٹھ گئے۔ اور پھر پرچہ نکال نہ سکے۔

میں دکن میں بیمار اور معذور ہو رہا تھا۔ قبلہ والد صاحب اپنی گوناگوں مصروفیتوں میں مصروف تھے۔ مگر ان کا دل کڑھتا تھا۔ اور کچھ نہ کر سکتے۔ آخر ہم کو خون دل کا گھونٹ پی کر خاموش ہو جانا پڑا۔ میں اپنے سفر سے ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء کو واپس آیا۔ یہاں چند یوم تک سفر کی کوفت اور تکان میں مبتلا رہا۔ اس سے فراغت ہوئی۔ تو الحکم کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ مگر وہی مالی سوال میرے راستے میں روک بن گیا۔ روپیہ فراہم کرتے کرتے مجھے ڈاکخانہ کی طرف سے ایک نوٹس ملا۔ کہ چونکہ الحکم کی اشاعت پر ۳۱ یوم گذر گئے ہیں۔ اس لئے ڈاکخانہ کی طرف سے جو رعایت حاصل تھی۔ وہ ضبط کر لی گئی ہے۔ اب جدید طور پر نمبر حاصل کرنا چاہیئے۔

چنانچہ

قہرِ درویش برجانِ درویش۔ اس نمبر کے حصول کیلئے درخواست دی گئی۔ جو ۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو منظور ہو کر آئی۔ میں نے اسی وقت توکلاً علی اللہ قلم ہاتھ میں لی۔ اور الحکم کا کام شروع کر دیا۔

میری حالت

آج بھی یہ ہے۔ کہ میں ذیابیطس کا بیمار ہوں۔ جسمانی کوفت اور تکان نے مجھے چور کر رکھا ہے۔ مگر اسی کوفت پر ایک

اور کوفت اپنا اثر کر رہی ہے۔ وہ اخبار الحکم کے التوا کی کوفت ہے۔ قبلہ عرفانی کبیر کے خطوط جب موصول ہوتے ہیں۔ تو ان میں الحکم کے متعلق لکھتے ہوئے سخت رنج و غم کا اظہار فرماتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں اپنے آپ کو مجروح و محزون کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ ان کا یہ صدمہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ میں اپنی بیماری اور کمزوری کو دیکھتا ہوں۔ اور دوسری طرف یارانِ تیز گام کو دیکھتا ہوں۔ تو دل تھام لیتا ہوں پھر مالی پریشانیوں کو دیکھتا ہوں۔ تو سر میں ایک چکر سا آتا ہے۔ اور گرتے گرتے سنبھلتا ہوں۔ ڈھائی ہزار روپیہ سے زائد رقم خریدارانِ الحکم کے ذمہ بقایا ہے۔ اگر وہ بھی میری طرح باوجود اپنی کمزوری کے تھوڑا تھوڑا کر کے بھی ادا کر دیں۔ تو الحکم اپنی پریشانی اور تنگی سے نکل سکتا ہے۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ مگر کیا کروں۔ میرا ضعف اس قدر بڑھ گیا ہے۔ کہ اب میری آواز میں بھی طاقت نہیں رہی۔ اور وہ احباب پر اب اثر نہیں کرتی۔ احباب اپنے فرض کی طرف توجہ کریں یا نہ کریں۔ میں پھر ایک دفعہ اپنی جد و جہد کو جاری کرنا چاہتا ہوں۔

ہاں سردست

اس قدر احتیاط کروں گا۔ کہ چند ہفتہ تک الحکم بجائے بارہ صفحات کے صرف آٹھ صفحات پر شائع ہو گا۔

میری غرض یہ ہے۔ کہ مجھ پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے اور میں بجائے خاموشی اختیار کرنے کے اسے جاری رکھ سکوں۔

اللہ تعالےٰ دلوں کی حالت کو جانتا ہے۔ ہمارے دل میں الحکم کی اشاعت کے لئے جس قدر تڑپ اور بیقراری ہے۔ اس کا اظہار الفاظ میں ادا نہیں کیا جا سکتا۔ باوجود پریشانیوں اور امراض کی آماجگاہ ہونے کے یہ قدم اٹھانا بھی ایک دلیل ہے۔ کاش وہ احباب بھی جو الحکم کے لئے دل میں درد رکھتے ہیں۔ اپنے ہاتھ کو بڑھائیں اور سلسلہ کے اس قدیم علمبردار کو گرنے سے بچائیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

(محمود احمد عرفانی)

نوائے درد

تشنہ لب آئے ہیں در پر ہاؤ ہو کرتے ہوئے
ساقیا! ان کو پلا دے آج آبِ زندگی
ظلمتوں کو دور کر اے آفتابِ زندگی
تھک گئے ہیں روشنی کی جستجو کرتے ہوئے

بے کسی چھائی ہوئی ہے امتِ مرحوم پر
گردشِ ایام کا منظر تحیر خیز ہے
داستانِ پستیٔ ملت الم انگیز ہے
کفر حملے کر رہا ہے احمدِؐ معصوم پر

احمدی! اُٹھ خدمتِ دیں کے لئے تیار ہو
شیطنت نے آج پھر دکھلائی ہیں جولانیاں
آج پھر اسلام کو درکار ہیں قربانیاں
تو صحابہؓ کی طرح آمادۂ ایثار ہو

مردہ روحوں کو جِلا دے ایزدی پیغام سے
کر دے عالم کو منور نیّرِ اسلام سے

اسلم بی اے قادیان

بٹالہ میں ایک شاندار پبلک لائبریری

سرونٹس آف دی لٹریچر سوسائٹی نے بٹالہ میں اعلےٰ پیمانہ پر ایک پبلک لائبریری قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مگر ابھی صرف ریڈنگ روم متصل مرغی خانہ بٹالہ شروع کیا گیا ہے۔

سرونٹس آف دی لٹریچر سوسائٹی جلد از جلد اس ریڈنگ روم میں اردو۔ ہندی۔ گورمکھی وغیرہ مروجہ مشرقی زبانوں اور انگریزی کے بہترین علمی و ادبی ماہوار رسائل اور ہفتہ وار اخبارات مہیا کریگی۔ علم دوست حضرات سے امید ہے۔ کہ وہ اس نئے ریڈنگ روم کو کامیاب بنانے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے۔ (میاں) سلطان احمد مجودی پریذیڈنٹ سرونٹس آف دی لٹریچر سوسائٹی۔ (شیخ) نذیر احمد ایم ایس سی ایل ایل بی سیکرٹری سرونٹس آف دی لٹریچر سوسائٹی

وصیت

۲۴۵۹۔ ملک فضل دین ولد چوہدری کالو احمدی قوم کمبو ساکن موضع حمزہ ڈاکخانہ مجیٹھہ تحصیل و ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۴/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

سردست میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اور ماہوار آمدن مبلغ ۷۵ روپے ہے۔ تادم زیست اپنی آمدن کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میری جسقدر جائیداد ثابت ہو گی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ (نوٹ) ماہ مئی ۱۹۳۶ء سال سے اس پر عمل شروع کر دیا گیا ۲۶/۱۲/۳۶ العبد۔ فضل دین سب اوورسیر۔ گواہ شد۔ عطاء اللہ ولد محمد عبد اللہ احمدی مردان بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد یوسف امیر جماعت احمدیہ مردان۔

سیرت المہدی کا ایک ورق

روایات

از جناب قاضی حبیب اللہ صاحب لاہوری

قاضی حبیب اللہ صاحب۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ اور بڑی دعائیں کرنے والے بزرگ ہیں۔ انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کے حالات جو ہمارے نامہ نگار کو سنائے۔ بڑے ایمان افروز ہیں۔ اس لئے ان کو بھی میں سیرت المہدی کے ساتھ ہی درج کرتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

میں لاہور چھاؤنی میں ہی رہتا تھا۔ جب جلسہ ہوتسو ہوا۔ (جلسہ اعظم مذاہب لاہور) تو اسکی رو ئیداد روزانہ ہمیں ملتی تھی۔ اور ہم پڑھتے تھے۔ چھاؤنی کے بہت سے کلرک اور دوسرے لوگ ہوجاتے تھے۔ وہ کہتے تھے (اگرچہ وہ لوگ غیر احمدی ہی تھے) کہ اسلام کی عزت مرزا صاحب نے رکھ لی۔ اس پر میری حسن ظنی بڑھ گئی۔ اور میں نے کتابیں وغیرہ دیکھنی شروع کیں۔

لاہور میں ایک صاحب محمد حسین صاحب ہوتے تھے وہ آریوں اور شیعوں کے ساتھ بحث مباحثہ وغیرہ کرتے رہتے تھے۔ انہوں نے مجھے احمدیت کی تبلیغ کرنی شروع کی میں ان کو اپنے پاس بلا لیا کرتا تھا۔ اور ان کی خدمت بھی کیا کرتا۔ مگر ان کی باتوں سے میری تسلی نہیں ہوسکی۔ آخر میں نے دعا کرنی شروع کی۔ کہ خداوندا تو حضرت صاحب کی سچائی میرے پر کھولدے۔ ان ایام میں میں نے تین خواب دیکھے۔

پہلا خواب پہلا خواب میں نے یہ دیکھا۔ کہ میں امرتسر سٹیشن پر پہنچا ہوں۔ وہاں رسی سے ایک اس قسم کی صلیب بنائی گئی ہے جس کے درمیان میں ایک لکڑی کا ڈنڈا ہے۔ اور اس کو دو طرف رسیوں سے باندھا ہوا ہے۔ اس کی شکل اس طرح ہے (شکل) میں نے جاکر ایک رسہ کاٹ دیا لوگوں نے شور مچا دیا۔ کہ صلیب توڑ دی۔ اور میں اس شور سے بھاگ نکلا۔ آگے مجھے مولوی عبدالاعلےٰ صاحب جو غزنی والوں میں سے ہیں۔ اور مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی اولاد میں سے ہیں۔ ملے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ آؤ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا ثبوت دیں۔ میں نے کہا۔ اچھا ثبوت پیش کریں۔ انہوں نے مجھے کہا۔ کہ حافظ محمد لکھوکے والے جو ہیں۔ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام نے بتلایا تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ حافظ محمد لکھوکے والے کا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا زمانہ ایک نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا۔ کہ حافظ محمد لکھوکے والے کو معراج ہوا تھا۔ میں نے کہا۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ وہ کہنے لگے۔ کہ مولوی محمد لکھوکے والے سے پوچھ لو۔ میں نے دیکھا۔ کہ حافظ محمد لکھوکے والا چھپ کر بیٹھا ہے اس نے سر پر چادر اوڑھی ہوئی ہے۔ میں نے اس پر سوال کیا۔ مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب میں نے کہا۔ یہ سارا ہی جھوٹ ہے۔

دوسرا خواب دوسرا خواب میں نے یہ دیکھا۔ کہ میں ایک چارپائی پہ بیٹھا ہوں۔ اور دو فرشتے میرے پاس چارپائی پر بیٹھے ہیں۔ اور انہوں نے ایک قلمی کتاب نکال کر میرے آگے رکھدی ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے۔ مگر وہ مردہ کی تصویر معلوم ہوتی ہے۔ تو میں انہیں کہتا ہوں۔ کہ یہ تو ثابت ہوگیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔

میں نے دیکھا۔ کہ وہاں ایک گھڑا پانی کا رکھا ہوا ہے۔ اور اس پر ایک مٹی کا پیالہ بھی ہے۔ مجھے پیاس لگی ہے۔ اور میں پانی پینے کے لئے اس گھڑے کے پاس گیا ہوں۔ تو مجھے غیب سے ایک آواز آئی۔ وہ لیلۃ القدر جس لیلۃ القدر کا مدت سے انتظار ہو رہا تھا۔ اور جس میں جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ وہ آج ہے۔

جب میں نے پیالہ اٹھایا۔ اور پانی ڈالنے لگا۔ تو ایک دوسری آواز آئی۔ وہ گھڑی جس گھڑی جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ وہ گھڑی اب ہے۔

میں نے پیالہ وہیں رکھ دیا۔ اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اور دعا شروع کردی۔ میں یہ دعا کرتا تھا۔ کہ خداوندا اگر مرزا صاحب تیرے راستباز بندے ہیں۔ اور تیری طرف سے آئے ہیں۔ تو میرے پر ان کا صدق کھولدے۔ تاکہ میں ان کو مان لوں۔ اور اگر میرے کسی گناہ کے سبب تو مجھے ماننے کی توفیق نہیں دیتا۔ تو میرا وہ جرم معاف کردے۔ دیکھ میں صدق دل سے تیرے پاس آیا ہوں اور قیامت میں مجھے نہ پکڑنا۔ اس کے بعد میں بیدار ہوگیا۔

تیسرا خواب تیسرا خواب جس پر میں نے بیعت کا خط لکھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ میں مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ پڑھ رہا تھا۔ اور حیران تھا۔ کہ کیا کیا جائے۔ اسی حالت میں میں سو گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص دور سے دوڑا آ رہا ہے۔ اس نے شہادت کی انگلی اٹھائی ہوئی ہے۔ اور نہایت بلند آواز سے کہہ رہا ہے۔ مرزا جو کہتا ہے۔ سچ کہتا ہے۔ مرزا جو کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ مرزا جو کہتا ہے۔ سچ کہتا ہے۔ چوتھا کلمہ اس کا یہ تھا۔ اٹھو نماز کا وقت ہے۔ میں اٹھا اور گھڑی دیکھی۔ تو دو بجے تھے۔ میں نے کہا۔ کہ اسکی اگر یہ ایک بات سچی ہے تو دوسری بھی سچی ہوگی۔ اور اسی روز بیعت کا خط لکھدیا۔

روایات

(۱)

میں جب پہلی دفعہ قادیان آیا۔ تو حضور بہت بڑی شفقت و محبت سے پیش آئے۔

دوسرے دن جب صبح کے وقت حضور سیر کے لئے تشریف لائے۔ اور احمدیہ چوک میں آکر ٹھیر گئے۔ اور دوستوں کا انتظار کرنے لگے۔ اس وقت تین چار آدمی حضور کے پاس کھڑے تھے۔ میں بھی آگیا۔ میں نے آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ کیا۔ حضور نے دریافت فرمایا۔ قاضی صاحب آپ کتنی رخصت لے کر آئے ہیں۔ میں نے کہا۔ بڑی مشکل سے تین دن کی رخصت ملی ہے۔ ایک دن آنے کا ایک دن جانے کا۔ اور آج حضور کی خدمت میں رہنے کا۔ آپ فرمانے لگے آمدن بارادت رفتن باجازت کے مقولے پر تو عمل کیا ہوتا۔ پھر حضور سیر کے لئے تشریف لے گئے تقریباً پون گھنٹہ تک سیر میں رہے اس اثناء میں مختلف قسم کی گفتگو ہوتی رہی۔ جو مجھے یاد نہیں۔

(۲)

جب میں نے بیعت کا خط لکھا۔ تو میرے رشتہ داروں میں ایک شور اٹھا۔ انہوں نے میرا بائیکاٹ کردیا۔ شام کے وقت میں بیٹھا حقہ پی رہا تھا۔ کہ میرے رشتہ داروں نے حقہ اٹھا کر پھینک دیا۔ اور میرا ٹرنک وغیرہ بھی باہر پھینک کر گھر سے نکال دیا۔ میں اسی وقت ایک احمدی دوست محمد حسین صاحب جو میڈیکل ڈپو میں ملازم تھے۔ کے پاس گیا۔ وہ اسی وقت آئے۔ اور میرا سامان وغیرہ اٹھا کر لے گئے۔ (میں انہی کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوا تھا) ایک دکان کرائے پر لے کر رہنے لگا۔ میرے رشتہ دار

ایک سید مولوی حشمت علی کو جو میرے رشتہ دار بھی تھے۔ لائے۔ تاکہ وہ مجھے سمجھائے۔ اس نے سمجھانا تو کیا تھا۔ (مولوی حشمت علی آج کل پکڑ والوی ہے) وہاں گفتگو شروع ہو گئی۔ کہ اگر مرزا صاحب دعا کریں۔ اور ان کی دعا سے قاضی قائم علی کے گھر اولاد نرینہ پیدا ہو جائے۔ تو پھر ہم سب احمدی ہو جائیں گے۔ تو قاضی قائم علی صاحب نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خط لکھا۔

غرض حضرت اقدس علیہ السلام سے خط و کتابت ہوتی رہی۔ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم خطوط کے جواب لکھا کرتے تھے۔ آخر ایک لمبی چوڑی خط و کتابت کے بعد یہ فیصلہ ہوا۔ کہ اگر چالیس آدمی یہ لکھ کر دیں۔ کہ اگر قاضی قائم علی کے گھر اولاد ہو جائے۔ تو پھر ہم سب احمدی ہو جائیں گے۔ تو اس صورت میں حضرت صاحب دعا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس فیصلہ پر عمل کرنے کے لئے قائم علی کو چالیس آدمی نہ ملے۔ صرف بیس پچیس آدمی راضی ہوئے۔ باقی کہنے لگے۔ کہ لڑکا تو قاضی قائم علی کے گھر ہو۔ اور ہم مانتے پھریں۔ آخر نہ چالیس آدمی ملے۔ اور نہ دعا ہوئی۔ اور قاضی قائم علی لاولد ہی مر گیا

(۳)

میرا پہلا نکاح امرتسر میں ہوا ہے۔ اور میرے سسرال والے اہلحدیث ہیں۔ ان کے تعلقات غزنوی والوں سے بہت زیادہ تھے۔ ابھی میرا رخصتانہ نہیں ہوا تھا۔ مجھے معلوم ہوا۔ کہ میرے لاہور والے رشتہ دار کوشش کر رہے ہیں۔ کہ یہ نکاح فسخ ہو جائے۔ میرے بعض رشتہ دار جو مجھ سے بڑی ہمدردی تھی۔ انہوں نے کہہ سنکر میرا رخصتانہ کروا دیا۔ جب بیوی میرے پاس آ گئی۔ تو ان کو معلوم ہوا۔ کہ یہ مرزائی ہو گیا۔ میرے سسرال والوں نے خط لکھا۔ کہ ہم لڑکی کو لے جانا چاہتے ہیں۔ اس کی والدہ بیمار ہے۔ میں نے یہ واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھے۔ نیز یہ بھی لکھا۔ کہ وہ لوگ کٹر وہابی ہیں۔ اور انہوں نے لڑکی کو واپس نہیں بھیجنا۔ مجھے حضور کے دست مبارک کا لکھا ہوا جواب ملا۔ کہ میں اس خشک ملاں کو خوب جانتا ہوں۔ آپ اپنی بیوی کو ہرگز نہ بھیجیں۔ اگر بھیجیں گے تو وہ واپس نہیں آئے گی۔ میں نے اپنے سسرال میں انکار کا خط بھیج دیا۔ مگر میرے انکاری خط بھیجنے کے باوجود بھی وہ لینے کے لئے آ گئے۔ میں نے کہا۔ کہ میں احمدی ہوں۔ اور یہ خط حضرت صاحب کا ہے۔ ان کا حکم ہے۔ کہ نہ بھیجنا۔ اس لئے میں نہیں بھیجوں گا۔ اگر لڑکی خود جانے کے لئے تیار ہو۔ تو میں روکتا نہیں۔ اگر میری اجازت کی ضرورت ہے۔ تو میں اجازت نہیں دیتا۔ جب میری بیوی سے پوچھا گیا۔ تو اس نے کہا کہ میں ان کی اجازت کے بغیر نہیں جا سکتی۔

پھر وہ ہمارے گھر سے چلے گئے۔ اور جاتی دفعہ کہہ گئے۔ کہ اب لڑکی ہمارے لئے مر گئی۔ اور ہم لڑکی کے لئے مر گئے۔ اب کبھی نہ آئیں گے۔ اور وہ پھر نہیں آئے۔

جب بھی میں حضور سے ملتا۔ تو حضور پہلا فقرہ یہ فرماتے کہ رشتہ داروں کا کیا حال ہے۔ اور فرمایا۔ کہ ایک وقت ایسا آئیگا۔ کہ یہ رشتہ دار آپ کے قدموں پر گریں گے۔ یہ واقعہ میرے سامنے ہوا۔ اور میں نے خود دیکھا۔

(۴)

میں ۱۹۰۲ء میں جب قادیان آیا۔ تو ایک دن ایک سادھو مہاتما گیروے کپڑے پہنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کے لئے آیا۔ اس کی ملاقات کا انتظام چھوٹی مسجد میں کیا گیا۔ دو کرسیاں بچھائی گئیں۔ ایک مہمان کے لئے اور دوسری حضرت اقدس کے لئے۔ وہ پہاڑی آدمی معلوم ہوتا تھا۔ اور شملے کی طرف کا رہنے والا تھا۔ حضرت صاحب اندر سے تشریف لائے۔ اور مہاتما کے ساتھ گفتگو شروع ہوئی۔ پہلے ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا۔ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ اور کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ اور کس مقصد کے لئے یہاں آنا ہوا۔ اس نے بتایا۔ کہ میں شملے کی طرف کا رہنے والا ہوں۔ اور آپ کی زیارت کے لئے آیا ہوں وغیرہ۔

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص ویدوں کو خدا کا کلام نہ سمجھے۔ مگر اس کے باوجود ویدوں کے حکموں پر عمل کرے۔ کیا وہ نجات پا جائیگا یا نہیں۔ مہاتما نے جواب دیا۔ کہ وہ نجات پا جائیگا۔

اس کے اس جواب کو سن کر حضرت صاحب کے چہرے پر کچھ نفرت کے آثار نمودار ہوئے۔ اگرچہ حضور نے زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا۔ پھر وہ مہاتما حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مختلف قسم کی باتیں پوچھتا رہا۔ کہ آپ کے بعد یہاں کیا ہوگا۔ یہ سلسلہ قائم رہے گا یا نہیں۔ وغیرہ۔ حضور نے فرمایا:۔ جو نبیوں کے بعد نبیوں کی جماعت کا حال ہوتا ہے وہی ہوگا۔ یہ سلسلہ بڑھے گا۔ پھلے گا۔ پھولیگا۔ اور ترقی کریگا۔ یہاں آبادی ہوگی وغیرہ۔

اسی مجلس میں شیخ یعقوب علی صاحب بھی موجود تھے۔ آپ نے شیخ صاحب کو فرمایا۔ کہ ان کے کھانے کا انتظام کریں۔ مہاتما نے کہا۔ میں یہاں ایک مندر میں ٹھیرا ہوا ہوں۔ وہیں کھانا کھاؤنگا۔ مگر حضور نے فرمایا۔ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ اور آپ ہمارے ہی پاس کھانا کھائیں۔

(۵)

جب بہشتی مقبرہ تیار ہو گیا۔ اور مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ مقبرہ میں دفن ہو گئے۔ تو اس وقت صرف ان کی ہی قبر تھی۔ اور پہلی قبر مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی ہی بنی تھی۔ مولوی صاحب کو وفات پائے ہوئے قریباً دو ماہ کا عرصہ ہی ہوا ہوگا۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام بسرائے کی طرف سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ بہت دور جانے کے بعد جب واپس ہوئے۔ اور قصبہ میں داخل ہونے لگے۔ تو آپ ٹھیر گئے۔ اس سیر میں شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی ساتھ تھے۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ اوہو۔ ہم تو بغیر ملے ہی مولوی صاحب سے گھر کو واپس جا رہے ہیں۔ مولوی صاحب فرمائیں گے۔ کہ یہاں تک آئے اور بغیر ملے ہی واپس چلے گئے۔ چلو اب چلیں۔ پھر سب دوستوں کے ساتھ بہشتی مقبرہ میں واپس گئے۔ ہم سب پل کے قریب سے ہو کر گزر رہے تھے۔ قبر پر پہنچکر حضور نے ہاتھ اٹھائے۔ اور دیر تک دعا فرمائی۔ دعا کے بعد پھر واپس تشریف لائے۔

(۶)

اسی روز جب مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی قبر پر دعا فرما کر واپس تشریف لا رہے تھے۔ تو مہمانخانہ کے قریب ایک بڑی چڑھائی تھی۔ آپ وہاں آ کر ٹھیر گئے۔ فرمانے لگے۔ آج رات مجھے الہام ہوا ہے۔ حرامٌ علیٰ قریۃٍ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون۔ اور اسکی بار بار تکرار ہوئی۔ فرمایا۔ یہ پہلے بھی کئی مرتبہ الہام ہوا ہے۔ مگر رات اس کے عجیب معنے سمجھائے گئے۔ وہ یہ ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں نے یہ فیصلہ کر چھوڑا ہے۔ کہ آئندہ لیکھرام جیسے۔ عبد اللہ آتھم جیسے۔ پادری فنڈل جیسے۔ عماد الدین جیسے پیدا ہی نہیں کرونگا۔ اور یہ ہم نے اسی وقت اپنی کاپیوں میں لکھ لیا

مجرب نسخہ } پھر فرمانے لگے۔ ایک نسخہ بھی لکھ لو۔ بعض عورتوں کے سر کے بال جھڑ جاتے ہیں اور بعض کے چھوٹے ہی رہتے ہیں۔ اس کے لئے یہ عجیب نسخہ ہے۔ ہم نے گھر میں بھی تجربہ کیا ہے۔ پانچ تولے روغن چنبیلی۔ چھ ماشے ہڑتال ورقی۔ ہڑتال ورقی کو میدے کی طرح پیس کر اس تیل میں ملا دو۔ اور تین دن دھوپ میں رکھو۔ پھر تیل نتار لو۔ ہڑتال نیچے بیٹھ جائیگی تیل زرد رنگ کا ہو جائیگا۔ پھر سر کو لگایا جائے بہت مفید ہے۔ مگر تین دن جو دھوپ میں رہے۔ تو اس کو تین چار مرتبہ ہلا دیا جائے۔ میں نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ اور اسے نہایت مفید پایا ہے

(۷)

جب میں دوسرے دن رخصت لینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اندر اطلاع کرائی۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد مبارک کی سیڑھیوں والے دروازے میں (جو اب بند ہو چکا ہے) تشریف لائے۔ میں نے اجازت چاہی۔ کہ استنے میں شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور دو تین اشخاص ملاقات کے لئے آ گئے۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب انہی دنوں لاہور سے

جہلم تبدیل ہو گئے تھے۔ اور ان کی تبدیلی کو بیس پچیس روز ہی ہوئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا۔ کہ حضور پہلے تو میں لاہور میں تھا۔ تو ہر ہفتہ کی شام کو قادیان آجایا کرتا تھا۔ حضور کی زیارت ہو جاتی تھی اور مجھے فائدہ پہنچتا تھا۔ مگر اب میری تبدیلی جہلم میں ہو گئی ہے۔ معلوم نہیں۔ کب آنا ہو۔ حضور دعا فرمادیں۔ کہ میری تبدیلی قریب ہو جائے۔ جہاں سے کہ میں ہر ہفتہ قادیان آجایا کروں۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ **مرزا صاحب آپ کہاں تبدیل ہونا چاہتے ہیں۔** یہ الفاظ حضور نے اس لہجہ سے فرمائے۔ کہ میں سمجھتا تھا۔ کہ تبدیلیاں کرانا حضورؑ کے اپنے اختیار میں ہے۔ اور حضور ہی تبدیلیاں کرنے والے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ کہ حضور اگر میں امرت سر آجاؤں۔ تو میرے لئے بہت موقعہ ہے۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام اندر تشریف لے گئے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو اسی وقت مبارک باد دی۔ کہ اب آپ امرت سر آگئے ہیں۔ قریباً ایک ہفتہ ہی ہوا تھا۔ کہ ڈاکٹر صاحب امرت سر میں تبدیل ہو کر آگئے۔

---

(۸)

ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہلم کو کرم دین کے مقدمہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ میں ان دنوں میانمیر چھاؤنی میں ملازم تھا۔ مجھے جب پتہ لگا۔ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فلاں ٹرین سے تشریف لا رہے ہیں۔ تو ہم سٹیشن پر جا پہنچے۔ گاڑی آئی حضرت اقدسؑ جس ڈبہ میں سوار تھے۔ ہم بھی چند لوگ اس ڈبہ میں بیٹھ گئے۔ اور حضورؑ سے ملاقات کی۔ مفتی محمد صادق صاحب نے میرا تعارف کرایا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ **میں قاضی صاحب کو جانتا ہوں۔ یہ ہمارے پرانے دوست ہیں۔** اور حضورؑ نے مجھ سے جو پہلا سوال کیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ **اب آپ کے رشتہ داروں کا کیا حال ہے۔** میں نے عرض کیا۔ حضور اب تو ان کی مخالفت انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ فرمانے لگے۔ **آپ گھبرائیں نہیں۔ ایک زمانہ آنے والا ہے۔ کہ یہ سب لوگ آپ کے قدموں پر گریں گے۔** پھر مجھے ازراہ شفقت اپنے پاس ہی بٹھا لیا۔ اور ہم سب ساتھ ہی لاہور پہنچ گئے۔

میاں چراغ دین صاحب کے مکان پر تمام آنیوالے دوست فروکش ہوئے۔ اور میں بھی وہاں ہی حضورؑ کے پاس رہا۔ رات کو میں نے مفتی صاحب سے عرض کیا۔ کہ میرا بستر حضرت صاحبؑ کے بالکل قریب کیا جائے تاکہ میں حضرت صاحبؑ کو نفل پڑھتے ہوئے دیکھوں۔ انہوں نے حضرت صاحب کی چارپائی کے ساتھ میرا بستر کروا دیا۔ دو بجے رات کے قریب میں اٹھا۔ اور باہر وضو کرنے چلا گیا۔ وضو کر کے جب میں واپس آیا۔ تو آگے میرے بستر پر حضور علیہ السلام نفل پڑھ رہے تھے۔ مگر مجھے یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ یہ حضور علیہ السلام ہی ہیں۔ میں نے ایک دوست سے ذکر کیا۔ کہ دیکھو میری جگہ پر کوئی اور دوست آکر کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور میں نے بڑی مشکل سے یہ جگہ لی تھی تھوڑی سی دیر ہوئی تھی۔ کہ حضرت صاحبؑ نے مجھے فرمایا۔ **آیئے آپ اپنی جگہ پر بیٹھ جایئے۔** پھر مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہ حضرت اقدسؑ ہیں۔ میں نے معذرت کی۔ مگر حضور علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر اس جگہ پر کھڑا کر دیا۔

جب نفل پڑھ چکے۔ تو مفتی صاحب نے پھر عرض کیا کہ حضور یہ قاضی حبیب اللہ صاحب ہیں۔ حضور نے فرمایا **کہ میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان کو کتاب مواہب الرحمٰن نکال کر دو۔** وہ کتاب انہی دنوں شائع ہوئی تھی۔ فرمانے لگے۔ قاضی صاحب۔ **اسکو آپ نے ضرور پڑھنا۔ اس میں چند پیشگوئیاں نئی ہیں۔** میں نے کہا بہت اچھا حضور۔ وہ کتاب مواہب الرحمٰن میرے پاس اب تک موجود ہے۔ اس سفر میں حضورؑ کے ساتھ شہزادہ عبداللطیف صاحب شہید بھی تھے۔

(۹)

۱۹۰۸ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے تھے۔ اور انہی دنوں آپ کا وصال بھی لاہور میں ہوا تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان کے درمیان جو گلی ہے۔ اس میں دو چار پائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ اور ان میں سے ایک چارپائی پر میں اکیلا ہی بیٹھا ہوا تھا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ اور صبح ۹ بجے کے قریب کا وقت تھا۔ کہ سر فضل حسین وغیرہ تین چار آدمی وہاں آگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی وہاں ہی تشریف لے آئے۔ کیونکہ اس جگہ سایہ تھا۔ سر فضل حسین وغیرہ نے یہ سوال حضرتؑ کے حضور پیش کر دیا۔ کہ حضور اپنی جماعت سے یہ کہیں۔ کہ دوسرے مسلمانوں سے مل کر کام کریں۔ اور نمازیں وغیرہ ان کے ساتھ پڑھیں۔ اس سوال کو انہوں نے بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ جب وہ یہ سوال پیش کر رہے تھے۔ تو میں نے حضور علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھا۔ مجھے حضورؑ کے چہرے سے کچھ ناراضگی کے آثار دکھائی دیئے۔ گویا حضور اس سوال کو پسند نہیں کرتے۔ جب وہ سارا سوال پیش کر چکے تو حضورؑ نے اس کا جواب دینا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا **ان لوگوں نے میرے پر کفر کے فتوے لگائے۔ مجھے بدتر از خلق بتایا۔ پھر یہ بھی انہوں نے لکھا کہ ان کا مال کسی رنگ میں بھی لے لینا جائز ہے۔ اوران کی عورتوں کو جبراً اپنے نکاح میں لے آنا حلال ہے۔ تو جب یہاں تک انہوں نے کفر کے فتوے لگائے۔ اور پھر جہاں تک وہ کر سکتے تھے۔ اس پر عمل بھی کیا۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ہلاک شدہ قوم ہے۔ انہی کے مولویوں سے جاکر دریافت کر لو۔ کہ جو شخص مومن کو کافر کہدے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور یہ حدیث ہے۔ پھر میں ان کے پیچھے کس طرح نماز پڑھنے کی اجازت** دوں۔

انہوں نے پھر کہا۔ کہ حضور آپ معاف کر دیں۔ ان سے غلطی ہوئی۔ آپ ان کو معاف کر دیں۔ تو اس پر حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ کہ دیکھو۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگایا گیا۔ اور آپ جیل خانہ میں چلے گئے۔ اور عزیز مصر کو خواب آیا۔ اور اسکی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے کی۔ عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا۔ کہ آپ جیل سے چلے آویں۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جب تک اس مقدمہ کی دوبارہ تحقیقات نہیں ہو جاتی۔ اور میں بری نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک میں جیل خانہ سے نہیں نکلونگا۔ تو پھر میں کس طرح ان کو معاف کر سکتا ہوں۔ پہلے اسکی تحقیقات ہو اور ان کا جرم ثابت ہو۔ میرے پر جو الزامات لگائے گئے ہیں۔ وہ غلط ثابت ہوں۔ پھر میں ان کو معاف کرنے کے معاملہ پر سوچوں گا۔

اس روز میں نے یہ بھی دیکھا۔ کہ یہ لوگ بڑے بڑے لائق وکیل تھے۔ جب بھی بات کرتے۔ تو بڑی پیچ در پیچ گفتگو کرتے۔ مگر حضور علیہ السلام چند فقروں میں ہی ان کی گفتگو کو الٹ پلٹ کر اس کا جواب دے دیتے اور میں دیکھ رہا تھا۔ کہ یہ لوگ حیران ہو جاتے تھے۔

وصیت ۴۶۱۳۔ منکہ سید برکت علی شاہ ولد سید مہر شاہ صاحب قوم سید گیلانی پیشہ زمیندارہ عمر ۷۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن چک قاضیاں ڈاکخانہ خاص تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{9}{36}$/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میرے پاس چھ گھماؤں یا ۴۸ کنال زمین زرعی ہے جسکی قیمت موجودہ شرح کے حساب سے ۱۰۰/-/- روپیہ فی گھماؤں کے حساب سے 600/-/- ہوتی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور لکھ دیتا ہوں۔ کہ میری وفات کے وقت انجمن مذکور کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ خواہ زمین ۱/۱۰ حصہ رکھے یا اسکے عوض نقد رقم وصول کرے۔ جس کے لئے میرا لڑکا جو احمدی ہے۔ اور دفتر بیت المال میں انسپکٹر بیت المال ہے۔ مبلغ ۶۰/-/- روپیہ نقد ادا کر دیگا۔ یا زمین پر قبضہ صدر انجمن احمدیہ کو دیدیگا۔ میرا لڑکا جو احمدی ہے۔ اسکا نام سید محمد لطیف ہے۔ میری پرورش میرے بچے کرتے ہیں اور زمین کی پیداوار بھی وہی کھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ میری کوئی آمدنی نہیں ہے۔ اگر بعد ازیں میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ چند حروف بطور وصیت تحریر کر دئے ہیں۔

العبد۔ نشان انگوٹھا سید برکت علی شاہ قادیان

گواہ شد۔ محمد ایوب احمد ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر دار الرحمت قادیان۔ گواہ شد۔ سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال قادیان۔

اخبار الحکم اور حضرت عرفانی کبیر

یاں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
زما پیام رسانید ہر کجا ہستند

اخبار الفضل میں کچھ عرصہ ذکر و فکر کے ماتحت ایک سلسلہ مضامین جاری رہا۔ جس سے ایسے احباب جو سالہا سال تک قلم پکڑنا گناہ سمجھتے تھے۔ وہ بھی میدان میں خم ٹھونک کر نکل آئے۔ اور انہوں نے اپنے قلم کی خوب جولانیاں دکھائیں۔ اسی سلسلہ میں حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے ایک مضمون معزز روزنامہ الفضل کے متعلق لکھا۔ مضمون تو الفضل کے متعلق تھا۔ مگر چلتے چلتے عرفانی کبیر کو بھی جا چھیڑا۔ اور ان کے احساسات کی اس تار پر ضرب لگائی۔ جو سب سے زیادہ حساس واقع ہوئی تھی۔ اور وہ مسئلہ الحکم کا مسئلہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حضرت عرفانی کو بھی اپنے قلم کو حرکت دینی پڑی۔ یہ بیان تو مختلف امور کے متعلق ہے۔ مگر میں صرف الحکم کے متعلق ان کی شائع شدہ تحریر کو الحکم میں شائع کرتا ہوں۔ تاکہ الحکم کے کالم بھی اس درد کی تسہیل کر سکیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ اہل وفا میں سے کسی کے دل پر اثر کرے۔ (محمود احمد عرفانی)

حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے بعض امور میں حضرت میر صاحب سے اختلاف کر کے حق پژوہی کی ایک نظیر قائم کر دی ہے۔ "الفضل" میں ایسے مضامین کی ضرورت ہے جیسے حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے نماز کے متعلق لکھا ہے اس قسم کے مضامین جماعت کی عملی اصلاح اور تربیت کے محرک ہوتے ہیں۔ میر صاحب نے جماعت کے اہل قلم لوگوں کو مضامین لکھنے کی بھی تحریک فرمائی ہے۔ خدا کرے کہ یہ آواز سننے والے کانوں پر پڑے۔ ورنہ:-

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

حضرت مخدوم الملة مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ اپنی گوناگوں دینی مصروفیتوں اور علالت مستمرہ کے باوجود۔ "الحکم" میں ہر ہفتہ بیش قیمت مضامین لکھتے تھے۔ مگر اب ہمارے علماء کی جو جماعت ہے۔ ان میں سے مولوی ابوالعطا صاحب جیسے نوجوانوں کو مستثنیٰ کر کے مجھے افسوس ہوتا ہے۔ کہ سلطان القلم کے دامن سے وابستہ ہونے کے باوجود قلم در کف دشمن کو دیکھتے ہوئے بھی انہیں جوش نہیں پیدا ہوتا۔ میں نے ہر چند چاہا۔ کہ یہ بزرگ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر مضامین لکھیں مگر بعض نے وعدہ کر کے پانچ پانچ سال تک بھی نہ لکھا۔ اب اگر وہ الفضل کیلئے لکھنا شروع کر دیں۔ تو میں اسے تلافی مافات سمجھوں گا۔

اسی سلسلہ مضامین میں حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بازوؤں الحکم و بدر کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ بدر فوت ہو چکا ہے اور الحکم بیمار اور بڈھا ہو گیا۔ پھر بڈھے عرفانی سے چاہا ہے۔ کہ الحکم کے قیام کے لوازم پر روشنی ڈالیں۔ میں سب سے پہلے عزیز محترم کی اس غلطی کی اصلاح کرنی چاہتا ہوں۔ کہ بدر فوت ہو گیا۔ میں اس جملہ کو سن ہی نہیں سکتا۔ بدر اور الحکم اپنی ظاہری شکل میں زندہ رہیں یا نہ رہیں۔ لیکن وہ ابدی زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ظاہری وصال پر بھی زندہ ہیں۔ اور یقیناً زندہ ہیں تو آپ کے کلمات طیبات کے مبشر آپ پر نازل ہونیوالی وحی کے امین آپ کے کارہائے نمایاں کی اشاعت کرنیوالے بازو بھی زندہ ہیں۔ اور موت کا ہاتھ ان پر قابو نہیں پا سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان دونوں کو اپنا بازو فرمایا۔ اب دوسرا اس خطاب میں شریک نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ہر انصاری اور ہر تحریر و تقریر اسی ذیل میں آتی رہے گی۔ الفضل کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ اپنے رنگ میں بینظیر ہے۔ اور "الفضل" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان بازوؤں کا حامل ہے۔ کوئی نمبر اسکا ایسا نہیں ہوتا۔ جسمیں الحکم یا بدر سے لئے ہوئے شذرات ملفوظات کی ذیل میں نہ ہوں۔ پس جہانتک فلسفہ حیات کا تعلق ہے میں ان میں سے کسی کو مردہ یا بیمار اور بڈھا نہیں سمجھتا۔ خادم عرفانی اپنی عمر کے سلسلہ میں بڈھا کہلا سکتا ہے۔ لیکن اسے اپنے مولیٰ کے کرم و رحم پر یقین ہے۔ کہ وہ الحکم کی خدمات کے ثمرہ میں اسکی عیب پوشی اور ستاری فرمائیگا۔ اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام میں جگہ ملیگی۔ اور چونکہ جنت میں سب جوان ہونگے۔ اس لئے اسکا ہر نفس جہاں اسے قبر کے قریب کر رہا ہے۔ وہاں اسے جوان بھی کر رہا ہے۔ الحکم کے ظاہری ضعف کے متعلق میں ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ اس میں میرا قصور نہیں۔ جماعت ذمہ دار ہے۔ اور حضرت امیر المؤمنین اتمام حجت فرما چکے ہیں۔ جہانتک میری ذات کا تعلق ہے میں نے الحکم کیلئے قربانی کی ہے۔ اور میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے۔ کہ الحکم جاری رہے۔ میں نے اپنی جسمانی محنت سے کمایا ہوا مال الحکم کیلئے صرف کیا ہے لیکن میری تنہا کوشش کچھ نہیں کر سکتی۔ الحکم کے بقایا دار عمل میں قادیان کے احباب کی ایک جماعت ہے۔ جو افسوسناک امر ہے۔ عزیز مکرم محمود احمد عرفانی الحکم کی ادارت کے سلسلہ میرا جانشین اور موجب ناز جانشین ہے۔ مگر اسکی ہمت بڑھانے کیلئے اور الحکم کے مالی مشکلات سے نجات دینے کے لئے دوستوں نے کیا کیا ہے۔ میں حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے مقالہ سے سمجھتا ہوں۔ کہ انہیں احساس ہے۔ کہ الحکم ایک طاقتور بازو کی حیثیت میں زندہ رہے وہ خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ پس اس کیلئے جماعت اگر احساس کرے اور مخلصین کی ایک جماعت اسکی اعانت اپنا فریضہ سمجھے۔ تو یہ مرد بیمار تندرست اور بوڑھا جوان ہو سکتا ہے۔ میں اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ مجھے وہ تسلی بخش پیام ہر وقت خوش رکھتا ہے۔ جو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے اسکے بکرر اجراء پر دیا۔ زندہ قومیں اپنے مردوں کو بھی زندہ کر لیتی ہیں۔ پس تم زندہ کہلا کر دوسروں کو زندگی کے چشمہ کی طرف لانے کا فرض لیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بازو کو کمزور اور بڈھا ہونے دو گے؟ یہ ایک سوال ہے۔ جس کا جواب میں نہیں جماعت کو دینا ہوگا۔ اگر قادیان سے ایک سو آدمی اسکی قیمت مقررہ ادا کرنے والے کھڑے ہو جائیں۔ اور سلسلہ کی تمام انجمنیں چھوٹی ہوں یا بڑی اسکی خریداری لازمی قرار دے لیں۔ تو الحکم اسی آن اور شان سے شائع ہو سکتا ہے۔

میں ایک اور امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔ اگر غفلت کا یہی رنگ رہا تو صدر انجمن احمدیہ یاد رکھے۔ کہ میں حضرت امیر المؤمنین کے ایک فیصلہ کی بناء پر تین سو پرچوں کی قیمت کا اس سے مطالبہ کرونگا۔ اور حضرت خلیفہ اول کی اپیل پیش کر کے بھی ایک رقم کا مطالبہ کرنے میں حق پر ہوں گا۔ میں اپنی ذات کے لئے کسی سے کچھ نہیں چاہتا۔ میرا محسن مولیٰ ایسے طریقوں سے میری پرورش فرماتا ہے کہ میں خود حیران ہوں۔ اور یہ ثمرہ ہے اسی خدمت کا اور حضرت امیر المؤمنین کی نیم شبی دعاؤں کا لیکن الحکم کیلئے میں کہتا ہوں۔ اور کہتا رہوں گا۔ کہ ظاہری شکل میں بھی اسے ہر قربانی پر زندہ رکھو۔ اور اسکے لئے مجھ سے جس قربانی کا مطالبہ ہوگا۔ انشاء اللہ میں پیچھے نہ ہٹوں گا۔ دکھی دل کی پکار ہے۔ میں اسے کہنا نہ چاہتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کی کوئی مشیت اسے میرے قلم سے نکلوا رہی ہے۔ جماعت کے جماعتی فرائض میں تو یہ داخل تھا۔ کہ وہ مجھے باہر جانے پر مجبور نہ ہونے دیتی۔ اور میرے مرنے پر نوحہ خوانی اور میری خدمات کے تذکروں کی بجائے وہ مجھے میری محبوب بستی میں رہ کر کام کرنے کے قابل رکھتی۔ آہ! یہ شکوہ کس سے کروں؟ اسی سے کرتا ہوں۔ جو قلب کے حالات کو جانتا ہے۔ میں نے عزم کر لیا تھا۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ کو پڑھ کر کہ کہیں چلا جاؤنگا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو پہنچاتے ہی گذر جاؤنگا۔ مگر اسی شفیق و قدر دان محسن کے جذبات کو دیکھئے۔ میں نے یہ ارادہ آپکے ارشاد عام کی تعمیل میں کیا تھا۔ مگر آپنے فرمایا۔ کہ اس کام سے فارغ ہو کر قادیان آجاؤ۔

یہ جذبات ہیں۔ جو ہمیشہ زندہ اور جوان رکھتے ہیں۔ محسن آقا اپنے غلاموں کو اپنے قدموں سے دور رہنے نہیں دینا چاہتا۔ لیکن جماعت کے بزرگ اس خصوص میں کیا کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں۔ مجھے حضور کے اس ارشاد میں اتنی لذت اور راحت ملی کہ اس وقت بھی میرا قلب اس سے سرشار ہو کر فوارہ بنا ہوا ہے۔ ایسی بشارت ہے کہ انشاء اللہ العزیز میں اپنے موجودہ کام کو ختم کر کے قادیان آجاؤنگا۔ یہ زندگی میں ہو۔ یا مرنے کے بعد الذی ہی بہتر جانتا ہے۔

بہر حال جو لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ الحکم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بازو ہے وہ اسے مضبوطی کے ساتھ ظاہری شکل میں بھی قائم رکھیں۔ بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں۔ کہ بدر بھی زندہ رہے۔ مجھے مکرمی میاں معراج الدین عمر سے گلہ ہے۔ کہ انہوں نے اسکے لئے سعی نہیں کی۔ دوستو! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت کی ان یادگاروں کو ظاہری شکل میں زندہ رکھو۔ خدا تعالیٰ بڑے بڑے فضل کریگا۔ ورنہ ؎ حامیہ مر تو نہیں سکتے۔ البتہ تم ایک ثواب سے محروم ہو جاؤ گے۔ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔ آخر میں پھر یہ کہتا ہوں ؎

یاں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
زما پیام رسانید ہر کجا ہستند

مولوی عبداللہ خاں مرحوم

بلوچ بزدار مولوی فاضل

عزیزی مولوی عبداللہ خاں مرحوم مغفور جن کی وفات ۱۸؍ مئی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۵؍ صفر ۱۳۵۵ھ کو ہوئی ہے۔ گو مرحوم چھوٹی عمر میں تھے۔ جب مالک حقیقی نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ مگر مرحوم میں بہت خوبیاں تھیں۔ اس لئے دل نے اس بات کو گوارا نہ کیا۔ کہ ان کے حالات پردۂ اخفاء میں رہیں۔ مرحوم نہایت کم گو نیک سیرت نوجوان تھے۔ طبیعت میں نرمی و انکسار تھا۔ دعائیں کثرت سے کرتے تھے۔ اور دعاؤں پر بہت بھروسہ تھا۔ اور اپنی دعاؤں کی قبولیت کو خداوند کریم کا احسان تصور کرتے ہوئے مولیٰ کریم کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے تھے عزیز مرحوم کی عمر بوقت وفات ۲۶ چھبیس ۲۷ ستائیس برس کے قریب تھی۔ چھوٹی ہی عمر میں قادیان دارالامان چلے گئے۔ اور اپنی عمر کا اکثر حصہ وہاں ہی بسر کیا۔ دارالامان سے بہت محبت تھی۔ رخصت کے ایام بھی اکثر وہاں ہی بسر کرتے تھے۔

پیدائش مدرسہ کے رجسٹرات میں آپ کی تاریخ پیدائش ۲۱؍ جولائی ۱۹۱۰ء درج ہے۔ مگر یہ غلط معلوم ہوتی ہے غالباً آپ کی پیدائش اکتوبر نومبر میں ہوئی۔ کیونکہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ وہ سردی کے ایام تھے۔

سکول میں داخلہ اور تعلیم جب آپ کی عمر قریباً پانچ سال کی ہوئی۔ تو والد صاحب نے آپ کو اپنے گاؤں کے سکول میں بتاریخ ۱۲؍ اگست ۱۹۱۵ء پڑھنے کے لئے بٹھا دیا۔ جہاں آپ ۲؍ جولائی ۱۹۱۹ء تک تعلیم حاصل کرتے رہے۔

آخر والد صاحب نے ان کی زندگی خدمت دین کیلئے وقف کر کے انہیں قادیان دارالامان دینی تعلیم کے لئے بھیج دیا۔ چونکہ ان ایام میں مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے پرائمری پاس ہونا لازمی تھا۔ اس لئے ہائی سکول میں داخل کر دیئے گئے۔ ایک سال تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں داخل ہوئے۔

مدرسہ احمدیہ میں داخلہ اور دینی تعلیم میرے خیال میں ۱۹۲۰ء کی اپریل میں آپ مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور انجمن نے فوراً ہی آپ کا ماہوارہ وظیفہ مقرر کیا۔ اور آپ باقاعدہ دینی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ اور نہایت شوق سے آپ دینی تعلیم سیکھنے میں مشغول ہوئے ان دنوں خاکسار انجمن احمدیہ کے ماتحت پہلے مدرسہ تونڈی جنگلاں میں اور پھر مدرسہ [illegible] میں بطور [illegible] کام کر رہا تھا۔ عزیز مرحوم کو بوجہ والدین سے جدائی گھبراہٹ در بخ میں تسلی و تشفی دیتا رہا۔

ایام طالب علمی ایام طالب علمی میں آپ نہایت سادگی سے زندگی بسر کرتے رہے۔ اور اپنے اساتذہ کرام کے نہایت فرمانبردار رہے۔ اپنے ہم جماعت طلباء سے خندہ پیشانی اور ملنساری کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرتے کبھی کسی سے دنگہ نہیں۔ لڑائی نہیں۔ کسی پر چغلی نہیں اگر کوئی زیادتی بھی کرتا ہے۔ تو برداشت کر لیتے ہیں

تعلیم میں التوا مدرسہ احمدیہ کی آخری جماعت تک تعلیم حاصل کرتے چلے گئے۔ لیکن جب آخری جماعت میں پہنچے۔ اور کچھ عرصہ تعلیم بھی حاصل کی۔ تو بیمار ہو گئے۔ اور بوجہ بیماری تعلیم چھوڑ دی۔ اور گھر واپس چلے آئے۔ اور قریباً پانچ چھ ماہ گھر میں مقیم رہے۔ پھر واپس دارالامان چلے گئے۔ اور تعلیم پھر شروع کی۔ لیکن اپنی جماعت سے ایک سال پیچھے رہ گئے۔

ان ایام میں تخفیف کا سوال بڑے زور شور سے پیدا ہوا۔ بعض طلباء کے وظائف بند کر دیئے گئے۔ عزیز مرحوم کا وظیفہ بھی بند ہو گیا۔ جس کے باعث بہت تنگی سے گزارہ کرتے رہے۔

مدرسہ احمدیہ سے فراغت اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ مدرسہ احمدیہ سے فارغ ہو کر جامعہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ چونکہ تعلیم مشکل اور ادق تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد بیمار رہنے لگے۔ وظیفہ کے نہ ہونے اور مالی تنگی کے باعث طبیعت زیادہ خراب رہنے لگی۔ چونکہ جامعہ میں حاضری لازمی تھی۔ اور تعلیم زیادہ اس لئے بوجہ اکثر غیر حاضری آپ کا نام جامعہ سے خارج کر دیا گیا۔ آپ پرائیویٹ تیاری میں کوشاں ہوئے۔ پھر اپنی صحت کا بھی خیال نہ کیا۔ متواتر دو سال تک تیاری کر کے مئی ۱۹۳۱ء میں امتحان مولوی فاضل میں شامل ہوئے۔

عجیب خواب دوران امتحان میں بہت دعائیں کرتے رہے۔ ایک مضمون جو آپ کے خیال میں بہت مشکل تھا۔ اس کے لئے تیاری کی۔ لیکن کما حقہٗ اسے عبور نہ کر سکے۔ اور رات کو دعا کر کے سو گئے۔ اور صبح پرچہ نہایت آسانی سے حل ہو گیا۔

امتحان میں کامیابی آخر نتیجہ نکلا۔ باوجود کمزور ہونے اور مکمل تیاری نہ کر سکنے کے آپ کامیاب ہو گئے۔ اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور دعاؤں کے نتیجہ میں یہ کامیابی نصیب ہوئی۔ بیان کرتے تھے کہ امتحان سے فراغت کے بعد مقبرہ بہشتی میں جا کر بہت دعائیں کرتا تھا۔ اور یہ محض دعاؤں کی برکت تھی۔ جس کے باعث کامیاب ہوا۔ ورنہ میرے اساتذہ کرام بھی میری کامیابی پر حیران تھے۔

ہم جماعت طلباء کا حسن ظن اکثر آپ کے ہم جماعت طلباء آپ کو ایک نیک سیرت انسان خیال کرتے تھے۔ اور آپ کو دعاؤں کیلئے کہتے تھے۔ اور دوسرے احباب بھی جو آپ کی نیکی اور تعلق باللہ سے واقف تھے۔ دعاؤں کے لئے کہتے۔ آپ تمام کیلئے دعائیں کرتے۔

امتحان کے بعد آپ ڈیڑھ دو سال دارالامان میں مقیم رہے اور انگریزی کی تیاری کرتے رہے۔ تاکہ اس طرح بی۔ اے کر کے تبلیغ میں زیادہ آسانی پیدا کر سکیں۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد ایک اور خیال نے آپ کی توجہ اپنی طرف کھینچی۔ وہ خیال یہ تھا۔ کہ علم طب سیکھا جاوے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا کام ہے جس کی ہر ایک کو ضرورت ہے۔ اس بارے میں آپ نے اپنے دوستوں سے بھی مشورہ لیا۔ سب نے اس بارے میں آپ کی تائید کی۔ آخر اس خیال نے قادیان کی بستی آپ سے چھڑا دی۔

دارالامان سے مراجعت آخر ۱۹۳۳ء کے شروع میں گھر کی طرف واپسی کا ارادہ کیا۔ اور دارالامان سے روانہ ہوئے۔

فرماتے تھے۔ جب گاڑی قادیان دارالامان سے روانہ ہوئی میرے آنسو جاری ہو گئے۔ جب تک پیارے محبوب مسیح موعودؑ کی بستی۔ پھر منارۃ المسیح نظر آتے رہے۔ میں دعا کرتا رہا۔ کہ میرے مولیٰ مجھے بہت جلد اسی بستی میں واپس لائیو۔ اور اس زمانے کی ام القریٰ سے بہت دیر تک محروم نہ رکھیو۔ اور اس پیاری بستی میں جس میں تیرا مسیح پھرا کرتا تھا۔ اور اس میں میں نے اپنی عمر کا ایک کافی حصہ گزارا ہے۔ جلد واپس لائیو۔ یہ رقت اس لئے تھی۔ کہ میں کچھ عرصہ کے لئے اس پیاری بستی سے جدا ہو رہا تھا (دراصل ہمیشہ کے لئے) اس موقع پر بہت بہت دعائیں کیں۔ ہر ایک دوست۔ عزیز۔ رشتہ دار۔ واقف غرضیکہ ہر ایک کیلئے دعائیں کیں۔ پھر اپنی آئندہ زندگی میں کامیابی کے لئے اور مبلغین اسلام کی کامیابی کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کامیابی کیلئے۔ احمدیت کے تمام اکناف عالم میں پھیلنے کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔ آمین ثم آمین

آخر گھر پہنچے اور کچھ عرصہ والدین کے پاس گذارا۔ مگر بہت ہی کم۔ اور اس عرصے میں بھی بے کار نہ بیٹھے۔ بلکہ انگریزی کی تیاری کرتے رہے۔ اور امکان بھر تبلیغ بھی کرتے رہے۔

طبیہ کالج علی گڑھ میں داخلہ اور بیماری آپ نے گھر پہنچ کر علی گڑھ طبیہ کالج میں داخلہ کی کوشش کی۔ پراسپیکٹس منگوائے۔ اور ستمبر ۱۹۳۳ء کو علی گڑھ چلے گئے۔ اور کالج میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کرنے لگے۔ لیکن جب گھر سے روانہ ہوئے تو رستہ میں ہی بیمار ہو گئے۔ لیکن اس کی پروا نہ کی۔ وہاں جا کر تعلیم میں مصروفیت کے سبب اپنی صحت کا خیال نہ کیا۔ کبھی کبھی بخار ہو جاتا رہا۔ رفتہ رفتہ بخار پرانا ہو گیا۔ اور اس نے تپ دق کی صورت اختیار کر لی۔ وہاں کے ڈاکٹروں اور اطباء نے گھر پہنچ جانے کا مشورہ دیا۔ (باقی آئندہ)

وصیتیں الحکم

عـــ۶۴۳۴ـ ۔ منکہ امام بخش ولد مولوی غلام قادر صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت جولائی ۱۹۲۵ء ساکن شاہ یوسف ڈاکخانہ مانگووال کلاں تحصیل و ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ۔ میرا گزارہ ماہواری تنخواہ پر ہے ۔ جوکہ مبلغ ستاون روپے بعد وضع پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ کے ہے ۔ میں بلا منہائی پراویڈنٹ فنڈ اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا ۔ میری موت کے بعد جس قدر متروکہ میری جائیداد ہوگی ۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد ۔ امام بخش احمدی قوم اعوان سکنہ شاہ یوسف۔
گواہ شد ۔ غلام قادر ولد منشی کریم بخش مرحوم ساکن مانگووال حال ہیڈ ماسٹر نوٹہ مڈل سکول واڈھی تحصیل و ضلع شاہ پور
گواہ شد ۔ احمد علی ولد محمد رمضان ساکن تنگی والہ حال نائب مدرس نوٹہ مڈل سکول گوندل تحصیل شاہ پور

عـــ۶۴۰۶ـ ۔ منکہ معین الدین ولد محی الدین قوم افغان پیشہ ایجنسی وکیلی عمر ۶۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء دستی ساکن بکٹ گنج ڈاکخانہ مردان ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۷/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر جائیداد ثابت ہو ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو اس رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی ۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

(الف) اراضی زرعی نہری و بارانی و بنجر تعدادی ۱۸ ایکڑ مالیتی تین ہزار روپیہ واقعہ رقبہ موضع کوٹ جونگڑہ تحصیل مردان

(ب) دو عدد مکانات بمع بالاخانہ ایک مرلہ واقع بازار بکٹ گنج مردان مالیتی دو ہزار روپیہ۔

(ج) علاوہ ازیں کچھ میری ماہوار آمد بھی ہے ۔ جو پانچ روپے ماہوار تقریباً ہے ۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

نوٹ :۔ میں اس وصیت کو پختہ کرنے کے لئے اپنے چار (ن) بیٹوں کے دستخط ثبت کروا رہا ہوں ۔ جو بالغ ہیں ۔ فقط والسلام

العبد ۔ معین الدین بقلم خود بکٹ گنج ۔ گواہ شد ۔ چراغ دین بقلم خود پسر موصی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ عبدالرحمن مولوی فاضل رکن ادارہ الفضل پسر موصی ۔ گواہ شد ۔ غلام محی الدین پسر موصی ۔ محمد احمد بقلم خود پسر موصی ۔

عـــ۶۴۰۲ـ ۔ منکہ سید باغ علی شاہ ولد سید کرم شاہ قوم سید پیشہ تجارت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن معین الدین پور ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس و ملاحہ داکراہ آج بتاریخ ۱۳/۷/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت زمین تین بیگھ ہے ۔ جو سب کی سب ۷۰۰/- روپے میں رہن ہے ۔ اس کی مجھے کوئی آمد نہیں ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں ۔ کہ صدر انجمن احمدیہ اس کی مالک ہوگی ۔ اس کے علاوہ جس آمد پر میرا گزارہ ہے وہ تجارت ہے ۔ جس کی ماہوار آمدن اندازاً ۱۲/۸/- روپے ماہوار ہے ۔ جو اوسطاً میں نے لکھوائی ہے ۔ اس کے حساب سے میں انشاء اللہ ۱/۱۰ حصہ ماہوار یعنی ۱/۴/- روپے ماہوار اور ۱۵/-/- روپے سالانہ ادا کرتا رہوں گا ۔ میری دکان دودھ دہی کی ہے ۔ اس سے آمد کم و بیشی بھی ہوتی رہتی ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ آمدنی کے مناسب حال ادا کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے کام میں اور اخلاص میں برکت ڈالے ۔ کہ میں بڑھ چڑھ کر سلسلہ کی خدمت کرسکوں ۔ دعا فرمادیں۔ اور میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہوگی ۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد ۔ سید باغ علی شاہ ساکن معین الدین پورہ حال دکاندار شیر فروش متصل پولیس لائن گجرات ۔ گواہ شد ضیاء اللہ ڈسپنسر پولیس ہسپتال گجرات ۔ گواہ شد ۔ سید محمد لطیف انسپکٹر بیت المال حال گجرات۔

عـــ۶۴۰۷ـ ۔ منکہ شاہدین ولد چودھری بڈھا خاں قوم جٹ پیشہ زراعت عمر ۴۶ سال ساکن دھنی دیو چک ۳۳۲ ج ب ڈاکخانہ خاص براستہ پکا انا تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۷/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں ۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی ۔ میرے والد صاحب خدا کے فضل سے زندہ ہیں ۔ اس لئے مجھے ابھی تک جدی وراثت کا کوئی حصہ نہیں ملا ۔ مجھے نصف مربعہ یعنی ۱۲/۱/۲ گھماؤں اور ایک خام مکان قیمتی ۲۰۰/- روپیہ ورثہ میں بیٹے کی زمین قیمتی ۴۰۰/-/- روپیہ اور مکان خام ہر دو چک ہذا میں واقع ہیں ۔ میرا گزارہ کاشت پر ہے ۔ جس کی سالانہ آمدنی ۱۲۰/-/- روپے ہیں ۔ میں صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ اپنی سالانہ آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ تازیست خزانہ صدر انجمن احمدیہ بمد وصیت داخل کرتا رہوں گا۔

العبد ۔ شاہدین نشان انگوٹھا ۔ گواہ شد ۔ عبدالرحمن احمدی بقلم خود سکرٹری وصایا چک ۳۳۲ ج ب ضلع لائل پور گواہ شد ۔ چودھری محمد اعظم بقلم خود سکرٹری مال چک مذکور۔

عـــ۶۴۰۹ـ ۔ منکہ عبدالعزیز ولد مولوی عمر الدین صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۱ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ / اگست ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے ۔

نقد ۳۰۰۰/- روپیہ زمین واقع رقبہ قادیان ضلع گورداسپور قیمتی دو ہزار پانسو پچھتر روپیہ کل ۵۵۷۵/- روپیہ ۔ اس کے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں ۔ جو حتی الوسع اپنی زندگی میں ہی ادا کروں گا ۔ اس کے علاوہ پنشن جو یکم ستمبر ۱۹۳۶ء سے شروع ہوگی یعنی ۱۳۷/- روپیہ ۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں ۔ جو ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا ۔ نیز اس کے علاوہ میرے مرنے کے وقت جسقدر میرا متروکہ اس کے علاوہ ثابت ہو ۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اگر میں کوئی رقم اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کرکے رسید حاصل کردوں ۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی ۔

العبد ۔ عبدالعزیز بقلم خود جالندھر چھاؤنی حال وارد قادیان دارالعلوم ۔ گواہ شد ۔ محمد ابراہیم سکرٹری انجمن احمدیہ جالندھر شہر بقلم خود ۔ گواہ شد ۔ حکیم محمد یٰسین بقلم خود پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جالندھر شہر۔

عـــ۶۴۱۰ـ ۔ منکہ نور حسن شاہ ولد شرف شاہ قوم سید پیشہ دکانداری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن شیخ پور ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۷/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

میری اس وقت موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ۔

(۱) دکان بزازی و پرچونی جس میں اس وقت تخمیناً ۳۰۰/- روپے کا سودا ہوگا ۔

(۲) ایک مکان خام رہائشی مع دکان واقع موضع شیخ پور مالیتی ۳۰۰/-/- روپے ہے ۔

(۳) اراضی موازی ۷ کنال جس میں حقوق موروثیت رکھتا ہوں ۔ اور جس کا مظہر کو فروخت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ۔ مالیتی تقریباً ۲۵۰/- روپیہ ۔

کل جائیداد مذکور مبلغ ۸۵۰/- روپے کی ہے ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کرتا ہوں ۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں ۔ کہ میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو ۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی ۔ اور اگر کوئی اور جائیداد اپنی زندگی میں پیدا کروں ۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی ۔ اس کے علاوہ میرا گزارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد دکانداری پر ہے ۔ جو کہ اندازاً پندرہ روپے ماہوار ہے ۔ اس آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ تازیست خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرتا رہوں گا

العبد ۔ نور حسن شاہ بقلم خود ۔ گواہ شد ۔ مولوی غلام محمد پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ شیخ پور ضلع گجرات ۔ گواہ شد ۔ چودھری نادر علی احمدی شیخ پور ۔ ضلع گجرات۔

بخش نسیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر الحکم قادیان سے شائع ہوا۔